درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی المزاح
رسول اللہ ﷺ کی خوش طبعی کا بیان

○ حدثنا عبد الله بن الوضاح الكوفي ثنا عبد الله بن ادريس عن شعبة عن أبي التياح عن أنس قال: إن كان رسول الله ﷺ ليخالطنا حتى إن كان ليقول لأخ لي صغير: يا أبا عمير ما فعل النغير؟

○ حدثنا هناد ثنا وكيع عن شعبة عن أبي التياح عن أنس نحوه .... هذا حديث حسن صحيح۔ وأبو التياح اسمه يزيد بن حميد الضبعي۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بہت ہی میل ملاپ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے فرمایا کرتے تھے کہ اے ابو عمیر! نغیر (بلبل) کا کیا ہوا؟

دوسری حدیث بھی متناً اور سنداً پہلی حدیث کی طرح ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں پہلے دو راوی بدل بدل ہیں۔ پہلی حدیث کو امام ترمذیؒ نے عبداللہ بن الوضاح کوفی سے اور انہوں نے عبداللہ بن ادریس الخ سے نقل کیا ہے۔ اور دوسری حدیث کو امام ترمذیؒ نے ھناد سے اور انہوں نے وکیع الخ سے روایت کیا ہے۔

توضیح وتشریح: مزاح کے معنی ہے خوش طبعی۔ ہماری اصطلاح میں مذاق (قاف کیساتھ) کہا جاتا ہے۔ تاہم اصل میں یہ مزاح ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں جس چیز کو مذاق کہا جاتا ہے وہ اور بکواس' الفاظ میں کچھ نرمی اور شدت کے فرق کے ساتھ دونوں تقریباً ہم معنی ہیں۔ کیونکہ مذاق کے ساتھ بے ہودہ گوئی' کسی کی تذلیل وتحقیر اور دروغ گوئی وغیرہ منکرات کی ملاوٹ ذہن میں ضرور آجاتی ہے۔ اور اس قسم کا مذاق شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

کثرت مذاق کے مضرات: نیز زیادہ مذاق کرنا اور اس کو عادت اور مداومت کے طور پر کرنا بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ ہنسی کا سبب بنتا ہے اور حدیث میں ہے کہ زیادہ ہنسنے سے قساوت قلب (دل کا سخت ہونا) پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز اسکی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دین کی فکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اسمیں کسی کی ایذا رسانی یا کسی کی تحقیر و

تذلیل بھی ہوتی ہے جو کہ گناہ بھی ہے اور اس سے بغض و کینہ بھی دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے جو کہ بہت سے دینی و دنیوی فسادات کا باعث بن سکتا ہے۔ نیز اس سے انسان کا رعب اور وقار بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا کثرت مذاق بھی بہر صورت ناجائز ہے۔ بعض لوگ ہنسی مذاق کو اپنا مشغلہ اور پیشہ بناتا ہے۔ جیسا کہ پشتو زبان میں ''میراوس'' اور اردو زبان میں ''معین اختر''، وغیرہ قسم کے لوگ مشہور ہیں۔ اس قسم کے بے ہودہ گوئی اور دروغ گوئی پر مشتمل کثرت مذاق کا کتنا وبال ہوگا؟ بعض روایات میں یہ مضمون ذکر ہے کہ زبان سے بُری باتیں اور ھفوات بولتے رہنا بہت ہی سہل اور آسان کام ہے اور اس میں کچھ مشقت اٹھانا نہیں پڑتی۔ لیکن اسکی لغزشوں اور گناہوں کا بوجھ بہت بھاری اور خطرناک ہے۔ ناعاقبت اندیشی میں زبان سے گونا گوں ھفوات نکالنا قیامت کے دن کا بہت بڑا خسارہ ہے۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ منھا)

حضور ﷺ کا مزاح: جناب رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی اور شاذ و نادر ظرافت اور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اور اس میں کسی قسم کی بے ہودہ گوئی اور منکرات نہ ہوتے تھے۔ بلکہ وہ ظرافت اور خوش طبعی بھی ہزاروں دینی فوائد اور حکمتوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بہت ہی رعب اور جلال عطا فرمایا تھا۔ ایک حدیث میں ہے: نصرت بالرعب مسيرة شهر (الحدیث) یعنی ایک مہینے کی مسافت کے اندازے پر اللہ نے رعب سے میری مدد فرمائی ہے۔ بقدر ایک مہینہ کی مسافت دور تک دشمن آپ ﷺ کے رعب سے کانپتے تھے۔ نیز احادیث میں ہے کہ جب کوئی آپ ﷺ کو پہلی نظر دیکھ جاتا تو اس پر رعب طاری ہو جاتا تھا' اور جب قریب آ کر آپ ﷺ سے کلام کرتا تو آپ کو بہت ہی مہربان اور سراپا رحمت پاتا۔ بہر حال حضور اکرم ﷺ کبھی کبھی مخاطبین کی مؤانست پیدا کرنے اور ان میں محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے اپنے رعب و جلال کے مقام سے کچھ تنزل فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ کوئی آپ ﷺ کو محض ایک ہیبت ناک اور دہشت ناک شخصیت تصور نہ کرے۔ اور اس وجہ سے لوگ آپ ﷺ سے ضروری استفادہ کرنے میں جھجک محسوس کر کے محروم نہ رہیں۔

حاصل یہ کہ مزاح اور خوش طبعی میں جب افراط نہ ہو اور عادت و دوام کے طور پر بھی نہ ہو اور ہر قسم کے منکرات سے بھی خالی ہو۔ اور اس میں مخاطبین کے ساتھ انس پیدا کرنے اور ان کے دلوں کو خوش کرنے کی مصلحت بھی موجود ہو' تو یہ عمل مسنون اور مستحب ہے اور ایک امیر' لیڈر اور داعی کے لئے اس امر کی بہت ہی ضرورت ہوتی ہے۔

ان كان رسول الله ﷺ ليخالطنا حتى الخ یعنی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بہت ہی بے تکلفی سے پیش آتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے گھر کے بچوں کے ساتھ بھی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اور ان سے ان کے پرندوں کے احوال تک پوچھا کرتے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی سے فرمایا:

يا أبا عمير ما فعل النغير: یہ حضرت انسؓ کا اخیافی بھائی تھا جو کہ چھوٹا تھا اور اس نے ایک پرندہ پال رکھا تھا۔

نغیر: چڑیا یا اس کے ہمشکل پرندہ کو کہا جاتا ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ اہل مدینہ اس کو بلبل کہتے ہیں۔ دوسری روایات

میں یہ بھی آیا ہے کہ اس بچے کا یہ پرندہ مر چکا تھا۔ حضورﷺ کا مقصد اس کلام سے اس بچے کو تسلی دینا تھا کیونکہ وہ اس کے مرنے کی وجہ سے غمگین تھا۔ حاصل یہ کہ رسول اللہﷺ کبھی کبھی بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرتے تھے۔ لہٰذا کبھی کبھار اپنے بچوں، خادموں، شاگردوں اور دوستوں کے ساتھ ظرافت اور خوش طبعی کرنا بھی چاہیے۔ لیکن اس میں بے ہودہ گوئی، دروغ گوئی اور غیر مہذب الفاظ نہ ہوں۔

<u>بچوں کو کنیت سے یاد کرنا اور پرندوں کا پالنا جائز ہے:</u> یا أبا عمیر مافعل النغیر الخ : اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو اسم کنیہ کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔ جیسے 'ابونقط' 'ابو بیاض' 'ابوسواد' ابوتراب وغیرہ' حالانکہ وہ چھوٹا بچہ کسی باپ نہیں ہوسکتا۔ ایسے مقامات پر عموماً ''ابوْ'' بمعنی صاحب کے آتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ پرندوں کا پالنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان کے پالنے اور رکھنے کیلئے کوئی ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جس سے انکی تعذیب ہوتی ہو۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ کا حرم' مکہ کی طرح نہیں ہے یعنی حرم مدینہ کا شکار جائز ہے' بخلاف حرم مکہ کے کہ اس کا شکار جائز نہیں ہے۔

<u>تنبیہ:</u> حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابوالعباس احمد بن ابی احمد الطبری الشافعیؒ نے اپنی کتاب کی ابتداء میں لکھا ہے کہ بعض لوگ محدثین پر اس حدیث أبي عمیر کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں اور طعن کرتے ہیں کہ محدثین ایسی چیزوں کو بھی روایت کرتے ہیں کہ جسمیں کوئی فائدہ نہ ہو۔ (یعنی محدثین نے اس حدیث کو نقل کر کے عبث کام کیا ہے اور اس کو نقل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے) حالانکہ یہ صاحب نہیں سمجھتا کہ اس حدیث میں فنون ادب اور فقہ کے ساٹھ (۶۰) مسائل ذکر ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے ان ساٹھ مسائل کو بسط و تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے۔ تو میں (صاحب الفتح) نے ان تمام مسائل کو تلخیص و اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے اور بعد میں ان فوائد و مسائل پر میں نے جو کچھ مجھے میسر ہوا اس کا اضافہ بھی کیا ہے۔ پھر حافظ ابن حجرؒ نے وہ تخلیص اور اضافہ سب کچھ تحریر فرمایا ہے جو تفصیل دیکھنا چاہتا ہو تو "باب الکنیة للصبی قبل أن یولد لہ" کے تحت حضرت انسؓ کی اس حدیث کی تشریح کی طرف رجوع کرلیں۔ (از تحفۃ الاحوذی) الغرض جنابِ رسول اللہﷺ کا ایک مختصر سا جملہ جو کہ آپ نے ایک بچے کیساتھ ظرافت اور خوش طبعی کے طور پر ارشاد فرمایا تھا۔ اس سے بھی سو کے قریب احکام' مسائل اور فوائد مستفاد ہوتے ہیں

بأبي وأمي ناطق في لفظه　　　ثمن تباع به القلوب وتشترى

○ حدثنا العباس بن محمد الدوری ثنا علی بن الحسن ثنا عبداللہ بن المبارک عن أسامة بن زید عن سعید المقبر عن ابی هریرة قال: قالوا یا رسول اللہ إنک تداعبنا؟ قال لا اقول الاحقا......... هذا حدیث حسن .. ومعنی قوله انک تداعبنانی انما یعنون انک تمازحنا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ: صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ: کیا آپ ہمارے ساتھ مزاح کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں صرف حق ہی کہتا ہوں...... یہ حدیث حسن ہے۔
اور یہ قول: انک تداعبنا اس کا معنی ہے انک تمازحنا یعنی کیا آپ ہمارے ساتھ مزاح کرتے ہیں الخ

توضیح وتشریح: انک تداعبنا: یہ دعابۃ سے ماخوذ ہے اور اسکا معنی ہے مزاح کرنا۔ صحابہؓ کا مزاح کے بارے میں پوچھنے کا سبب یہ ہے کہ بعض روایات میں اس سے منع بھی آیا ہے اور کبھی کبھی حضور ﷺ سے مزاح کی بات سننے میں آتی۔ تو انہوں نے سوال کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: لا أقول إلا حقا۔ یعنی میں اگر کوئی بات مزاح کے طور پر کرتا ہوں تو وہ حق اور سچ بات ہوتی ہے۔ یعنی منع کا محمل یہ ہے کہ مزاح میں بے ہودہ گوئی، جھوٹ، تذلیل وتحقیر وغیرہ شامل ہو، یا مزاحیہ باتیں کثرت سے ہوں اور جب مزاح تمام محظورات سے خالی ہو اور حق وصدق پر مشتمل ہو، شاذونادر ہو اور حاضرین ومخاطبین کی دلجوئی اور مؤانست وغیرہ مصالح اس میں ہوں تو یہ مزاح صحیح اور جائز ہے۔

اس قبیلے سے ہے وہ روایت جس میں رسول کریم ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ ''بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی''، تو وہ عورت روتی ہوئی واپس جانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے یہ آیت سنادیں: إنا أنشأنا هن إنشآء فجعلنا هن ابکارا (الایۃ) یعنی ہم ان عورتوں کو ایک نئی تخلیق سے پیدا کر دیں گے اور انہیں کنواریاں بنادیں گے۔'' یعنی جنت میں دخول کے وقت وہ بوڑھی نہیں رہیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو کنواری لڑکی بنا کر جنت میں داخل فرمادے گا۔

○ حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو اسامه عن شریک عن عاصم الأحول عن انس بن مالک ان النبی ﷺ قال له: یاذا الأذنین۔ قال محمود قال ابو اسامة: انما یعنی به انه یمازحه۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان الفاظ سے مخاطب کیا: ''یا ذالاذنین'' اے دو کانوں والا: محمود کہتے ہیں کہ ابواسامہ فرماتے تھے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت انسؓ کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔

توضیح وتشریح: یا ذا الأذنین: اے دو کانوں والا! یہ بھی حضور ﷺ کی مزاحیہ باتوں میں سے ایک ہے۔ امام ترمذیؒ اور ان کے شیوخ میں سے ابواسامہ نے بھی یہ معنی مراد لیا ہے کہ یہ جملہ حضورؐ نے خوش طبعی کے طور پر ارشاد فرمایا: اور یہ سچ اور حقیقت ہے کیونکہ ہر آدمی عموماً دو کانوں والا ہوتا ہے۔ لیکن اس میں مزاح اور خوش طبعی کا پہلو بھی خوب نمایاں ہے۔ جیسا کہ ہماری اصطلاح میں بھی بچوں کے ساتھ لوگ اس قسم کی مزاحیہ بات کرتے ہیں کہ مثلاً عامر بچہ! بھلا تجھ کو پتہ ہے کہ تیرے باپ کا سر دونوں کانوں کے درمیان پھنسا ہوا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ نہیں! تیرے باپ کا سر دونوں کانوں

کے درمیان پھنسا ہوگا' میرے باپ کا نہیں۔ یہ کہتا ہے کہ قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے خود تمہارے باپ کا سر دونوں کانوں کے درمیان دیکھا۔ وغیرہ اور بعض کے نزدیک "یا ذا الأذنین" کہنا مزاح کے طور پر نہیں فرمایا بلکہ یہ حضرت انسؓ کو اچھے طریقے سے بات سننے اور ماننے کی ترغیب اور تنبیہ کے طور پر ارشاد فرمایا۔ یعنی اے دو کانوں والا' جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سننے کیلئے دو کان دیئے ہیں۔ پھر بھی اگر تم نے دین اور نصیحت کی بات نہ سنی اور اس پر عمل نہ کیا تو کل قیامت کے دن تیرے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ دو کان سننے کے لئے ہیں ان سے صحیح فائدہ اٹھالو۔ یا اس میں حضرت انسؓ کی اطاعت گزاری' وفا شعار اور فرمانبردار ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

O حدثنا قتیبة ثنا خالد بن عبدالله الواسطي عن حمید عن أنس ان رجلاً استحمل رسول الله ﷺ۔ قال إني حاملك علی ولد ناقة' فقال یارسول الله ما أصنع بولد الناقة؟ فقال رسول الله ﷺ: وهل تلد الابل الاالنوق؟ هذا حدیث صحیح غریب۔

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے سواری طلب کی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤں گا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! ﷺ اونٹنی کے بچے سے میں کیا کروں گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اونٹوں کو اونٹنیاں نہیں جنتیں؟ (کیا تمام اونٹ اونٹنیوں کے بچے نہیں ہوتے)؟ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

<u>توضیح وتشریح:</u> اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ایک آدمی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی سواری دے دے' یعنی کوئی اونٹ گھوڑا وغیرہ دیدے تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کے بچے کی سواری مہیا کروں گا۔ تو وہ بولا! اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! اونٹنی کے بچے سے میں کیا کروں گا۔ کیونکہ بچہ اس کے خیال میں صرف چھوٹے کو کہا جاتا تھا۔ اور چھوٹا بچہ تو سواری کے قابل نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے اس نے شکوہ کے طور پر کہا کہ میں بچے سے کیا کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اونٹ' اونٹنیوں کے بچے نہیں ہوتے؟ یعنی اونٹ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا' ہر ایک اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔ پھر پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ اور اس کلام میں اس آدمی کو تنبیہ دینا بھی مقصود ہے کہ اگر تو نے تھوڑا تدبر کیا ہوتا تو تجھے یہ کہنا نہ پڑتا کہ "بچے سے میں کیا کروں؟" لہذا جب کوئی بات سن لے تو اس کو رد کرنے میں جلدی نہ کیجئے بلکہ اس کے معنی میں ذرا غور اور تدبر کرے اور اس کے اصل مفہوم اور مقصد سمجھنے کی کوشش کرے۔ جلد بازی سے اس کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے سے بسا اوقات غلطی ہو جاتی ہے۔ جو بعد میں پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔